Hazara Islamicus, Vol.:10, Issue: 01,Jan-June 2021
PP:109-120

OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

ملتان میں مسلم فنون لطیفہ کی روایت

Tradition of Muslim Fine Art in Multan

Talat Sultana
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies,GCU, Faisalabad

Dr.Yasir Arfat
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,GCU, Faisalabad

Abstract

Muslim Fine Art is representative of the cultural and spiritual heritage of Islam. It covers a range of artistic fields including architecture, calligraphy, painting, glass, ceramics, and textiles, etc. Ancient Multan has been a renowned center of religious, social, political, and cultural activities since its inception and development into the city. There are some families in Multan who are contributing to Muslim fine art tradition for nine centuries. Along with calligraphy Naqqaashi and Kaashigari are the major fields of representation of today Multan. There are some experts who are working on camel skin for artwork. Blue pottery art has introduced Multan all over the world. Like in history Multan is still an attractive site for researchers, historians, and those who have an interest in Muslim art. The architecture of Many Mosques and shrines of the Muslim saints in Multan contains artwork of Naqqaashi and Kaashigari.In this article tradition of Muslim fine art in Multan is being discussed. We have focused on two major fields of art (Naqqaashi, Kaashigari) exist in Multan.

Key Words: *Muslim Fine Art, Multan, Culture, Calligraphy, Naqqaashi, Kaashigari*

تعارف

سرزمین ملتان اپنی تہذیبی اور تمدنی اقدار کے اعتبار سے دنیا کا اہم مرکز رہی ہے۔ یہ شہر نہ صرف تہذیب وتمدن کا گہوارہ رہا بلکہ علم وادب، ثقافت، جملہ فنون لطیفہ اور روحانی اقدار کے لحاظ سے بھی دنیا کے اہم ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس شہر کو مدینۃ الاولیاء کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس سرزمین کو تقدس اور طہارت سے ہم کنار کرنے والے صوفیائے کرام اور اولیائے عظام ہیں۔ جنھوں نے اس سرزمین میں معرفت کے بیج بوئے اور لوگوں کی زندگیوں کو اپنے فیضان نظر سے انقلاب آشناء کیا ہے۔ ملتان میں مسلم فنون لطیفہ کی روایت بڑی قدیم اور شاندار ہے۔ یہاں کے مقامی اور بیرونی علاقوں سے ملتان کا رخ کرنے والے ماہرین نے فنون لطیفہ کے کئی میادین میں متاثر کن خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس مقالہ میں نقاشی اور کاشی گری کے حوالے سے مسلم

روایت کا مطالعہ وجائزہ ذکر کیا جارہا ہے۔

ارض ملتان انسانی زندگی کی ایک عظیم بستی کی صورت میں کب معرض وجود میں آئی؟ انسانی تخیل اور تصور اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہے لیکن یہ بھی ایک مصدقہ حقیقت ہے کہ بابل، نینوا اور موہنجوڈارو کا ہم عصر یہ شہر اپنے تہذیبی اور ثقافتی ورثے اور تقدس و عرفان کے لحاظ سے دنیا کا قدیم ترین شہر ہے۔ یہ شہر تین ہزار سال قبل از مسیح میں بھی آباد تھا۔[1]

280 ہجری میں ابن رستہ ملتان آیا اور بنو سامہ کی حکومت کا تذکرہ سب سے پہلے ابن رستہ نے ہی کیا ہے.

"وبالملتان قوم یدعون انهم من ولد سامه بن لوئی یقال لهم بنومنبة وهم الملوک علی الهند فیها وهو ید عون لا میر المؤمنین"۔[2]

"ملتان میں ایک قوم ہے جو اپنے آپ کو سامہ بن لوئی کی اولاد سے بتاتی ہے ان کو وہاں ابن منبہ کہا جاتا ہے، یہی لوگ ہندوستان میں ملتان پر حکمران ہیں یہ امیر المومنین کے لیے دعا کرتے ہیں"۔

ملتان صدیوں پرانا شہر ہے۔ مختلف علاقوں کے لوگ خاص طور پر عرب علاقوں سے تاجر، مبلغ اور سیاح ملتان آئے۔ مشہور سیاح مسعودی (جو 300ھ میں ملتان آیا) لکھتا ہے:

"ان الملک فی ولاسامه بن لوئی من غالب، وهو ذو جیوش ومنته، وثغومن ثغورالمسلمین الکبار" [3]

"اس ملک میں سامہ بن لوئی بن غالب کی حکومت ہے اور یہ ملک مسلمانوں کی وسیع سرحدوں والے ممالک میں نہایت اہم ہے جس کی فوج کثیر اور ناقابل شکست ہے"۔

ملتان کی قدامت کے بارے میں چینی مورخ نے بتایا کہ:

"The chines historian Hiuen Tsang visit Multan in 641 A.D. The chines traveler found the circuit of the city about 30 li which is equal to five miles. He described, "The soil rich and fertile and mentioned about eight Deva Temples. He also mentioned that people do not believe in Buddha Rule. The city is thickly populated the grand temple dedicated to the sun is very magnificent and profusely decorated. The image of sun Deva also known as "Mitra"[4]

"چینی مورخ ہیون سانگ 641ء میں ملتان آیا۔ اس چینی سیاہ نے شہر کے احاطے کو 30 لی بیان کیا ہے جو پانچ میل کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں کی مٹی بھرپور اور زرخیز ہے۔ اس نے آٹھ دیوا کے مندروں کا ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہاں کے لوگ بدھ مت کے اصولوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ یہ شہر بہت زیادہ آبادی والا ہے۔ سورج دیوتا کے لیے وقف شدہ مندر عمدہ طریقے سے سجا ہوا ہے۔ سورج دیوا کی شبیہ جسے "متھرا" کہا جاتا ہے"۔

مشہور سیاح ابن بطوطہ بھی ملتان آیا تھا اور دو ماہ یہاں قیام کیا اپنے ملتان کے قیام کے دوران ملتان والوں کی مہمان

نوازی کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"وترتيب ذلک الطعام أنهم يجعلون الخبز، وخبزهم الرقاق وهو شبه الجراديق. ويقطعون اللحم قطعاً كبيرة. بحيث تكون الشاة أربع قطع أو ستاً، ويجعلون أمام كل رجل قطعة"۔[5]

"دسترخوان پر اس ترتیب سے کھانا لایا جاتا ہے کہ پہلے روٹیاں لاتے تھے جو نہایت پتلی ہوتی تھیں بکری کو بھون لیتے تھے اور اس کے چار پانچ ٹکڑے کر کے مختلف لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے"۔

712ء میں جب محمد بن قاسم نے ملتان کا رخ کیا۔ محمد بن قاسم کی فوج میں صوفیائے کرام اور مختلف علوم وفنون کے ماہرین بھی تھے۔ یہ ماہرین فن یہاں مقیم رہے۔ اس طرح میل جول سے مختلف علوم وفنون کو فروغ حاصل ہوا۔ مقامی ماہرین میں سے کچھ نے اسلام قبول کر لیا۔[6]

بلاذری اپنی کتاب فتوح البلدان میں ملتان کی فتح کا ذکر کرتے ہیں:

"قطع (محمد بن قاسم) نهر بياس الى الملتان، فقاتله اهل الملتان، فابلى زائده بن عميرالطائی"۔[7]

"محمد بن قاسم نے نہر بیاس کو منقطع کر دیا، اس وجہ سے کہ اہل ملتان نے زائدہ بن عمیر الطائی کو قتل کیا"۔

چچ نامہ میں لکھا ہے کہ کئی روز کی لڑائی کے بعد جب لشکر اسلام قلعے میں نقب نہ لگا سکا تو اسی عالم میں ایک آدمی قلعے سے باہر نکلا اور امان طلب کی۔ محمد بن قاسم نے اس کو امان دی۔ اس کی نشاندہی پر دریا کے کنارے شمال کی جانب نقب لگائی گئی۔ اس جگہ سے دیوار فرش پر آ رہی اور قلعہ فتح ہو گیا۔ ملازمین اور متعلقین کو غلام بنالیا گیا۔ باقی ماندہ تاجروں، دستکاروں اور کسانوں کو امان کا پروانہ عطا کیا گیا۔[8] ملتان میں فروغ پانے والے فنون میں خاص طور پر گھریلو دستکاریاں، ہاتھی دانت کا کام، لکڑی پر منوت کا کام، چمڑے کی مصنوعات، چوڑی کی صنعت، نقاشی اور کاشی گری شامل ہیں۔[9] منشی عبدالرحمٰن لکھتے ہیں کہ "فنون لطیفہ سے دلچسپی رکھنے والے مسلم سلاطین نے پہلے پہل اپنے محلات کی دیواروں پر اور چھتوں کو اس سے مزین کیا تھا۔ اس کے بعد مساجد، مزارات اور خانقاہوں کے اندر یہ کام ہونے لگا۔"[10] خطہ ملتان میں نقاشی وکاشی گری کے فروغ کی درجہ ذیل وجوہات تھیں۔

- مقامی ماہرین
- صوفیائے کرام کے ساتھ آنے والے ماہرین
- موسمی اثرات کو سامنے رکھ کر کام کرنا
- مقامی ماہرین کا دیگر شہروں میں جا کر اپنا فن سکھانا اور وہاں کے ماہرین سے ان کا فن سیکھنا
- اس فن میں مقامی طور پر دستیاب وسائل سے کام لیا گیا۔

مولانا نور احمد فریدی لکھتے ہیں:

"کاشی گری کے فن کے کچھ ماہرین چھٹی صدی ہجری میں تاتاریوں کے حملے کے سبب ایران کے شہر کاشان سے ترک وطن کر کے صوفیائے کرام کے ہمراہ ملتان آئے اور یہاں انہوں نے عمارات کی آرائش خاص طور پر مساجد اور مقابر کے لیے روغنی اینٹیں تیار کرنا شروع کیں۔ کاشی گری میں ملتان کے علاقے میں عام طور پر

فیروزی اور گہرا نیلا رنگ استعمال ہوتا ہے سبز رنگ بھی استعمال ہوتا ہے لیکن بہت کم۔ اب یہ فن آہستہ آہستہ معدوم ہو رہا ہے"۔[11]

ملتان میں ماہرین کے باقاعدہ محلے آباد تھے:

1۔ محلّہ چوڑی سرائے: اس میں چوڑیاں بنانے والے آباد تھے۔

2۔ محلّہ کمانگر: جہاں تیر کمان بنانے والے آباد تھے۔

3۔ محلّہ کمنگراں: جہاں نقاش ماہرین آباد تھے۔

4۔ محلّہ کاشی گراں: اس میں کاشی گر آباد تھے۔

5۔ محلّہ دیگوں والا: اس میں دیگیں بنانے والے آباد تھے۔

ملتان میں نقاشی وکاشی گری پر مسلمانوں کی آمد کے اثرات:

دنیا کے تمام بڑے مذاہب کی طرح اسلام بھی تعمیرات، مرصع نگاری، خطاطی، نقاشی وکاشی گری کی شاندار روایات کا حامل ہے:

> "مسجد قرطبہ سے لے کر تاج محل آگرہ اور مشرق و مغرب میں تمام اسلامی تہذیب پر نظر دوڑائی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ فن تعمیر، خطاطی، نقاشی و کاشی گری کے حسین وجمیل نقوش اسلامی اقدار کی نمائندگی کر رہے ہیں جو مسلمانوں کے فن میں مہارت کی شاندار مثال ہے۔ اسلامی تہذیب جمالیات کے دائرے میں اور فنون لطیفہ علامتی فن کی وجہ سے فن خوشنویسی، خطاطی، نقاشی و کاشی گری نمایاں مقام کی حامل ہیں"۔[12]

خطاطی، نقاشی اور کاشی گری کا باہم بڑا ربط اور تعلق ہے۔ مشہور خطاط ابن کلیم لکھتے ہیں کہ:

> "خط سے مراد لائن ہے جو نقطے کو لمبا کرنے سے معرض وجود میں آتی ہے۔ مصوری، خطاطی، نقاشی سب اسی لائن کے کرشمے ہیں۔ لاکھوں سال قبل جب انسان نے ایک دوسرے سے مکالمے کے لیے مصوری کا سہارا لیا تو جہاں مختلف لائینوں کو یکجا کر کے تصویری شکل دی جاتی رہی ہے وہاں ذوق جمال کی تسکین کے لیے انہیں لائینوں سے بیل بوٹے اور پھول معرض وجود میں آئے۔ اس کا حلقہ اثر کتابوں کی آرائش سے شروع ہو کر عمارتی سطحوں، ملبوسات، ظروف سازی اور زیورات تک وسیع ہوتا چلا گیا۔ اسلامی فنون کا ایک اہم حصہ ہونے کی حیثیت سے ملتانی نقاشی کا رشتہ سندھی نقاشی کے علاوہ ایرانی، مصری اور ترکی کی نقاشی کے نمونوں سے قائم ہے۔ اس آفاقی مشابہت کے باوجود اس میں ایسے فنی عناصر کی کمی نہیں جو اسے مقامی طور پر منفرد مقام عطا کرتے ہیں"۔[13]

ملتانی نقاشی:

مسلم دنیا کے کسی بھی خطے میں پایہ جانے والا فن نقاشی اپنے خمیر اور بنیادی ساخت میں مختلف علاقوں کے فنون سے بھی استفادہ کرنے میں غیر متعصب رہا ہے۔ ایسے انداز اور اسالیب کہ جو اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ تھے یا شرعی اعتبار سے جن

سے استفادہ کرنے میں کوئی عار نہ تھی تو مسلمان ماہرین نے انہیں برتا۔ملتانی نقاشی نے بھی ایرانی و مصری اور ترکی کے اسالیب سے استفادہ کیا۔ نقاشی کے علاقائی اسالیب میں ملتانی نقاشی بہرحال کئی پہلوؤں سے انفرادیت کی بھی حامل ہے۔ سندھی نمونوں کے برعکس ملتانی نقاشی میں مہندسانہ وضعوں کو زیادہ استعمال نہیں کیا گیا۔ اس کی بناوٹ میں سرسبز وشاداب اور خوش نما تاثر پیدا ہوگیا ہے۔ رنگینی کے اعتبار سے ملتانی نقاشی دو پہلوؤں (تعلیمی اور ہمہ رنگ) پر مشتمل ہے۔[14]

عملی طور پر ملتان کی نقاشی کی دو اقسام ہیں۔ 1۔ کاشی گری 2۔ نقاشی

1۔ **کاشی گری:**

ایک ایسا فن ہے جس میں چکنی مٹی کی مصنوعات کو کیمیائی رنگوں کے استعمال بعد ایک خاص قسم کی بھٹی میں (1000,1200) فارن ہیٹ پر دس سے بارہ گھنٹے تک پکایا جاتا ہے۔اس کے بعد تیار شدہ مال کو بھٹی سے باہر نکالا جاتا ہے۔ مٹی کی ایک قسم چائینہ کلے کہلاتی ہے اس کو بھٹی میں پکنے کے لیے زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔[15]

ملتان کے ماہر کاشی گر محمد واجد نے بتایا کہ کاشی گری کے دو مرکزی رنگ گہرا نیلا اور فیروزی ہے یہ رنگ بھی ماہرین خود تیار کرتے تھے جیسے (لاج ورد) ایک خاص قسم کا پتھر جو افغانستان سے لایا جاتا ہے اس کو پیس کر گہرا نیلا رنگ بنایا جاتا تھا۔جبکہ فیروزی رنگ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ تانبے کو دہی میں ڈبو کر رکھ دیا جاتا ہے اس کے بعد اس کو آگ میں جب گرم کیا جاتا ہے تو اس تانبے کے اوپر سے پرت نما چھلکے اترتے ہیں ان چھلکوں کو پیس کر ان میں سیسہ پاؤڈر ملا کر گرم پانی میں حل کرکے مٹی کی بنائی گئی اشیا پر لیپ دیا جاتا ہے۔ یہ اشیا جب بھٹی میں آٹھ سو سے ایک ہزار فارن ہیٹ پر دس سے بارہ گھنٹے تک پکائی جاتی ہیں تو فیروزی رنگ نکھر کر سامنے آتا ہے اور سیسہ کی تہ اوپر آجاتی ہے جس سے اس کی چمک اور پائیداری بڑھ جاتی ہے۔[16]

کاشی گری کا موضوع:

- کاشی گری کا کام زیادہ تر عمارات کے بیرونی آرائش اور تزئین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
- مساجد کے محرابوں اور دروازوں پر بھی کاشی گری کا کام کیا جاتا ہے۔ عمارات کی بیرونی آرائش کے لیے ملتان کی خاص روایتی نیلی ٹائلیں متعارف کرائیں گئیں۔[17]

2۔ **نقاشی:**

نقاشی جسے کمنگری بھی کہا جاتا ہے اس کا دائرہ کار عمارات، مساجد اور مزارات کے اندرونی آرائش پر مبنی ہے۔اس میں کاشی گری کے برعکس ہر رنگ سجاوٹ کے لیے استعمال ہوسکتا ہے۔ پہلے یہ رنگ ماہرین فن خود تیار کرتے تھے۔جو مختلف پھولوں، صندور، پتھروں، پیاز کے چھلکے، لوہے کی کیل اور جامن کو پیس کر حاصل کیے جاتے تھے۔آج کل یہ رنگ بازار سے بنے بنائے دستیاب ہیں۔ پرانے دور میں عمارات کے اندر آجکل کی طرح سیمنٹ کا پلستر نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ریت چونا اور پٹ سن کو ملا کر عمارات کے اندر لپائی کی جاتی تھی جس کو بتانہ کہا جاتا تھا اس کے اوپر جب نقاشی کی جاتی تھی تو بارشوں کے موسم میں جب دیواریں گیلی ہو جاتی تھیں تو یہ قدرتی رنگ نہ خراب ہوتے تھے اور نہ ہی پھیلتے تھے بلکہ نکھر جاتے تھے[18]

عمارات کے علاوہ جن چیزوں پر نقاشی کی جاتی ہے ان میں اونٹ کی کھال کے لیمپ، صراحیاں گلدان، دیگر گھریلو اندرونی آرائش کی اشیا شامل ہیں۔ مسجد آیا صوفیہ، مسجد غرناطہ، بیت المقدس اور کئی مغربی عمارات کے علاوہ تاج محل آگرہ، فتح پور سکری

میں حضرت سلیم چشتی کا مزار، لاہور میں مسجد وزیر خان اور دیگر بے شمار عمارات سندھ اور ملتان کی سینکڑوں خانقاہیں، مزارات اور مساجد کے ساتھ ساتھ جدید عمارات، ہوٹل وغیرہ پر بھی کاشی گری اور نقاشی کا کام کیا گیا ہے۔

نقاشی کا موضوع:

نقاشی کا کام کن جگہوں پر کیا جائے تو یہ دیر پا ہوگا۔ مثلاً

- مختلف مزارات، مساجد اور عمارات کی چھتوں کی اندرونی طرف مختلف پھول بوٹے بنا کر خوبصورتی سے سجایا جاتا ہے۔
- مختلف تعمیرات کی دیواروں کی اندرونی طرف نقاشی کی جاتی ہے۔
- مساجد کی منبر و محراب کو مسلمان نقاشوں نے اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر سجایا۔
- مختلف اشیاء پر کی جانے والی نقاشی مثلاً
  - اونٹ کی کھال کے ٹیبل لیمپ جو ملتان کی پہچان ہیں۔ ان پر نقاشی کی جاتی ہے۔
- ملتان کے ایک نامور نقاش عبدالرحمٰن نقاش نے نقاشی کے فن کو کئی نئی جہتوں میں متعارف کرایا ہے۔ پرانے ٹیلیفون سیٹوں پر نقاشی کرکے ان کو خوبصورت بنایا ہے۔[19]

چونا پلاسٹر آف پیرس کی آمیزش سے ایک خاص قسم کے لوہے کی قلم جس کو منوت والی قلم کہا جاتا ہے خوبصورت پھولدار ڈیزائن بنائے جاتے ہیں۔ ان پھولوں میں شیشہ بھی لگایا جاتا ہے۔ یہ کام قلعہ کہنہ قاسم باغ کے ساتھ مولانا حامد علی خان کے مزار کے ساتھ ملحق مسجد میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ملتان میں کچھ ادارے اس فن کو فروغ دینے کے لیے کام کر رہے ہیں جیسے بلیو پاٹری کا ادارہ جو چودہ نمبر چونگی پر قائم کیا گیا ہے۔ بچوں کو آگے سکھا بھی رہے ہیں اور ان کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔

ملتان میں اس ادارے کا قیام 1975ء کو عمل میں لایا گیا۔ پورے پاکستان میں اس طرح کے صرف تین ادارے ہیں ایک شاہدرہ لاہور میں، دوسرا گجرات میں اور تیسرا ملتان کا یہ ادارہ ہے۔ جو سرکاری طور پر قائم ہے۔ اس ادارے میں روزانہ اجرت پر ماہرین کام کرتے ہیں۔ اور تمام اشیاء ہاتھ سے بناتے ہیں ہاتھ سے بنائی گئی اشیاء کی پہچان یہ ہے کہ ان کے ڈیزائن اور پھول پتی کی بناوٹ میں ہمیشہ فرق ہوتا ہے۔ مشین کے بنائے ہوئے ڈیزائن ایک ہی تناسب کے ہوتے ہیں۔ جس برش سے رنگ بھرے جاتے ہیں وہ عام برش نہیں ہوتا۔ گلہری کی دم کے بالوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

ہمہ گل:

ہمہ گل ایک ایسا درخت یا گل دستہ ہوتا ہے کہ جس پر پھل، پھول، پتے، ٹہنیاں، حشرات الارض اور پرندے سب کچھ دکھایا گیا ہو اسی وجہ سے اس کو ہمہ گل کہا جاتا ہے۔

> *The fruit on these trees, like the pomegranates, dates, figs and grapes mentioned in the Qur'an, will not spoil or be pecked at by birds before those for whom they are intended arrive to enjoy them.*[20]

"ان درختوں پر پھل، جیسے انار، کھجور، انجیر اور انگور جیسے قرآن مجید میں مذکور ہیں، پرندوں کے ذریعہ

ان سے لطف اندوز ہونے کے لئے پہنچنے سے پہلے خراب نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان پر طنز کریں گے"۔

جیسے ایک شاعر نظم لکھتا ہے تو اس میں ہر قسم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ تب جا کر ایک نظم مکمل ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمہ گل میں بھی پھل پھول اور سبزیوں کا تنوع پایا جاتا ہے۔

> *Plant life, one botanical image predominates: a marvellous tree bearing upon its branches every manner of flower, fruit and vegetable. Artists of Multan call this arboreal wonder a hamagul.* [21]
>
> "پودوں کی زندگی کے افکار کے درمیان ایک نباتاتی شبیہ غالب رہتا ہے۔ اس کی شاخوں پر ہر طرح کے پھول، پھل اور سبزیوں پر مشتمل ایک شاندار درخت ہوتا ہے۔ ملتان کے فن کار اس حیرت انگیز تعجب کو ہمہ گل کہتے ہیں"۔

ملتان میں ہمہ گل کی روایت بہت پرانی ہے۔ ہمہ گل کا کام ایران، چین اور وسطیٰ ایشیاء کے ممالک میں بھی کیا جاتا ہے۔ فرق صرف رنگوں کے استعمال اور ماحول کا ہوتا ہے۔[22] ملتان کے نقاش ماہرین نے ملتان کے باہر بھی ہمہ گل کا کام کیا۔ مثلاً حضرت بابا فرید جو سرائیکی شاعر ہیں ان کی رہائش گاہ جو بہاولپور میں ہے اس میں سارا ہمہ گل کا کام ہے۔ اس کے علاوہ تونسہ اور اچ شریف کے مزارات مساجد اور محلات میں بھی ملتان کے فنکاروں نے کام کیا ہے۔ جب ہمہ گل کا کام مزارات و مساجد میں کیا جاتا ہے تو اس میں پودے، پھل، پھول اور موسمی سبزیوں کو ہی دکھایا جاتا ہے۔ لیکن ہمہ گل کا جو کام محلات اور رہائش گاہوں میں کیا جاتا ہے۔ اس میں ان چیزوں کے ساتھ پرندوں، جانوروں اور حشرات کو بھی دکھایا جاتا ہے۔

رنگوں کا استعمال:

ہمہ گل میں ہر قسم کے رنگ استعمال کیے جاتے ہیں۔ ملتان کے نقاش ملک عبدالرحمٰن نے ہمہ گل میں زیادہ تر شوخ رنگوں کا استعمال کیا۔[23] ملک عبدالرحمٰن نے بتایا کہ ہمہ گل میں وقت کے ساتھ تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ شروع میں ہمہ گل مساجد، مزارات و محلات کی دیواروں پر کیا جاتا تھا جبکہ اب یہ کام لکڑی اور کینوس پر کھدر کے موٹے کپڑے پر ہمہ گل کو پینٹ کرکے فریم میں لگایا جاتا ہے۔ ہمہ گل کو اونٹ کی کھال کے لیمپ پر بھی آزمایا گیا ہے۔ یہ تجربہ بھی کامیاب رہا ہے۔[24]

مزارات پر ہونے والی نقاشی و کاشی گری:

مزار دیوان شاہ چاولی مشائخ (م 131ھ):

حضرت دیوان شاہ چاولی مشائخ برصغیر پاک ہند کے پہلے صوفی ہیں۔ حکم چند کے مطابق، یہ خانقاہ موضع چاولی مشائخ پرگنہ میلسی ملحق موضع ساہوکے حد شرقی پر واقع ہے۔ روضہ کے اندر ایک تربت دیوان شاہ اور دوسری مزار کنگن برس ہمشیرہ دیوان شاہ کی ہے۔[25] یہ مزار ملتان کی نیلی ٹائل سے سجایا گیا ہے۔

مزار حضرت شاہ یوسف گردیز (م 531ھ):

یہ مزار اندرون بوہڑ گیٹ محلّہ شاہ یوسف گردیز میں واقع ہے۔ اس مزار کا نمونہ انڈیا آفس لندن میں محفوظ ہے۔[26] شیخ

اکرام الحق کے مطابق مقبرہ شاہ یوسف گردیز کی تزئین وآرائش کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سقف میں چھوٹے آئینے اور دیواروں کے اندر اور باہر نیلے رنگ کی روغنی اینٹوں کو بیل بوٹوں کی طرح جوڑا گیا ہے۔ مربع جسامت کے لکڑی کے ٹکڑے کونوں میں مضبوطی پر تشدید کے لیے نصب ہیں۔[27] پر سی براؤن کے مطابق شاہ یوسف گردیز کا مزار اپنی طرز تعمیر کے اعتبار سے ملتان کے دوسرے مزارات سے مختلف ہے اس کی صرف ایک منزل ہے۔[28]

مزار حضرت بہاء الدین زکریاؒ (م661ھ):

یہ مقبرہ حضرت بہاء الدین زکریا نے اپنی زندگی میں ہی تعمیر کرایا تھا اور اس میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ 1848ء کے محاصرے کے دوران اس مقبرے کو شدید نقصان پہنچا۔85-1971ء کے دوران مرمت کیا گیا۔ مشہور ماہر تعمیرات ریاض احمد ملک کے مطابق عمارت کا طرز تعمیر سادہ ہے لیکن پہلی نظر میں اس کی مقصدیت سے بھرپور اثر آفرینی اور عظمت اپنی پوری سادگی کے ساتھ نظر آتی ہے۔[29]

مزار شاہ شمس سبزواری (م666ھ):

مزار شاہ شمس سبزواری کی لمبائی چوڑائی 35.35 فٹ ہے۔اس کے محرابوں اور دریچوں کو مختلف بیل بوٹوں سے سجایا گیا ہے فیروزی اور نیلے رنگ کی ٹائیلوں کو استعمال کیا گیا ہے۔[30]

مزار حضرت شاہ رکن عالم (م735ھ):

یہ مزار سلطان غیاث الدین تغلق (1320.25) نے اپنے لیے بنوایا تھا۔لیکن اس کی موت حادثاتی طور پر دہلی میں ہوئی اور وہیں دفن ہوا تو اس کے بیٹے سلطان محمد بن تغلق نے یہ مزار حضرت شاہ رکن عالم کو ہدیہ کر دیا۔ یہ مقبرہ ہشت پہلو ہے جو ایرانی طرز تعمیر کا نمونہ ہے۔ اس کی بنیادیں نوے سے بانوے فٹ گہرائی تک پھیلی ہوئی ہیں۔اس کی ترچھی دیواریں جو ملتان کے معماروں کی ایجاد ہیں 13 فٹ چوڑی ہیں۔

اس کے بارے میں محمد ولی اللہ خان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

> *The walls of lower story are 13ft. -10 in to 14ft. -8 in. thick and 41ft. -3 in; high including the parapet composed of battlement.*[31]

مقبرے کے باہر کی آرائش ملتان کی کاشی گری کی ٹائیلوں سے کی گئی ہے۔اس کے بارے میں ڈاکٹر احمد نبی خان لکھتے ہیں کہ رکن عالم کے مزار ذیشان کا اسلوب اس قدر دیرپا ثابت ہوا ہے کہ ماہ وسال کی تبدیلیاں اس کی مقبولیت کو کسی طرح بھی متاثر نہ کر سکیں۔ مدتوں تک اس سرزمین پر ایسے مزارات بنتے آئے ہیں جو رکن عالم کے مزار سے متاثر ہی نہیں بلکہ اس کی سراسر نقل ہیں۔[32]

مزار حضرت موسیٰ پاک شہید (م1010ھ):

آپؒ کا مزار پاک گیٹ کے اندرونی طرف واقع ہے۔ مزار کے دروازے سے داخل ہوں تو سارا راستہ چھت سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس کے بعد ایک بڑا احاطہ آتا ہے جس کے بائیں جانب مزار اور سامنے سبز رنگ کا گنبد ہے جس پر سفید اور نیلی ٹائل لگائی گئی ہے اور محرابی خانوں میں اسم اللہ خط کوفی میں لکھا گیا ہے۔ مزار کے باہر نقاشی کی اینٹیں لگائی گئی ہیں۔[33]

مساجد:

ملتان میں محمد بن قاسم کی آمد کے ساتھ یہاں اولیائے کرام اور بزرگان دین کی آمد کا سلسلہ جاری ہوا۔اسلام کی روشنی پھیلنے کے ساتھ مساجد کی تعمیر کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔

سبز مسجد:

سبز مسجد کوٹلہ تولے خان میں واقع ہے۔ یہ مسجد دسویں صدی ہجری میں شاہجہاں نے بنوائی۔اس کے اندر اور دیواروں پر نیلی اور فیروزی ٹائل کثرت سے استعمال کی گئی ہے۔ سطح زمین سے اٹھائے گئے مسجد کے دو بڑے مینار اپنی ساخت کے اعتبار سے منفرد ہیں۔ نقاشی اور خاص طور پر کاشی گری کا لاجواب کام ہے۔[34]

مسجد پھول ہٹ:

یہ مسجد چوک بازار کے اندر واقع ہے۔اس کی تعمیر کے لیے فرخ سیر تاجدار ہندوستان (14-1713ء) نے اسی ہزار روپیہ دیا تھا۔مسجد کے اندر محراب، چھت اور دیواروں پر بہت عمدہ نقاشی کی گئی ہے۔[35]

مسجد عیدگاہ:

یہ مسجد ملتان کے فرمانروا نواب عبد الصمد نے 1735ء میں تعمیر کرائی اور ملتان کی روایتی نیلی ٹائل اور نقاشی سے سجایا گیا۔وقت کے ساتھ ساتھ اس کی مرمت بھی کی جاتی رہی اس کی موجودہ مرمت 2011ء میں شروع ہوئی جو اب تک جاری ہے۔ مسجد کے باہر کاشی گری کی ٹائلیں لگانے کا کام ابھی جاری ہے اندر نقاشی کا کام مکمل ہو چکا ہے۔مسجد کے گنبد کے اندر محراب پر اور دیواروں پر خوبصورت نقاشی کی گئی ہے۔[36]

مسجد ولی محمد خان:

یہ مسجد حسین آگاہی بازار میں ہے،1758ء میں ملتان کے گورنر علی محمد خان خوگانی نے تعمیر کرایا۔مسجد کی چھت لکڑی کی ہے جس پر عمدہ نقاشی کی گئی ہے۔لکڑی کی اس چھت کو 1960ء میں اتار کر اس کی جگہ نئی لکڑی کی چھت رکھی گئی اس پر بھی پرانی چھت کی طرح نقاشی ہے۔مسجد کے امام ولی محمد نے بتایا کہ مسجد کے اندر جو نقاشی کی گئی ہے اس پر تین بار قلم پھیرا گیا ہے۔[37]

مسجد خدکہ:

یہ مسجد قدیر آباد ملتان میں واقع ہے۔مسجد کی تعمیر 1873ء میں ہوئی۔مسجد کا بیرونی حصہ خوبصورت کاشی گری کی ٹائلوں سے ڈھکا ہوا ہے۔اندرونی حصے میں بہت خوبصورت نقاشی ہے۔[38]

ملتان کے نامور نقاش اور کاشی گر:

1۔محمد بخش نقاش ملتان کے ماہر کاشی گر تھے۔ کئی مزارات و مساجد پر کام کیا اور محکمہ آثار قدیمہ کے تحت بھی کام کرتے رہے ہیں ان کی وفات 1965ء میں ہوئی۔

2۔الٰہی بخش نقاش تونسہ شریف میں کام کر چکے ہیں۔ اللہ بخش نقاش، عبداللہ نقاش، ملک عاشق نقاش پرائڈ آف پرفارمنس ہیں۔ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نقاش موجودہ دور میں بھی نقاشی کا کام کر رہے ہیں۔ عبدالرحمٰن نقاش اپنے فن کے

حوالے سے 35 سے زائد یونیورسٹیوں میں اپنے فن کے بارے میں درس دے چکے ہیں۔

3۔حافظ رحیم بخش کاشی گر کی وفات 1970ء میں ہوئی۔

4۔ حاجی اللہ ڈوایا کاشی گر محمد واجد کاشی گر کے والد تھے۔انہوں نے ملتان میں کئی مساجد پر کام کیا اس کے علاوہ جامع مسجد بھونگ میں کاشی گری کا کام کیا۔ 1993ء میں وفات ہوئی۔

5۔خدا بخش کاشی گر کی وفات 65 سال کی عمر میں 1990 میں ہوئی۔ ان کی بیٹیاں بھی اسی فن سے وابستہ تھیں۔[39]

6۔ محمد ظفر کاشی گر یہ محمد واجد کاشی گر کے چچا کے بیٹے تھے۔ان کا انتقال ابھی حال ہی میں 2021ء میں ہوا ہے۔

7۔اب ملتان کے موجودہ کاشی گروں میں ایک بہت بڑا نام محمد واجد کاشی گر کا ہے۔انہوں نے ملتان اور ملتان سے باہر کئی جگہوں پر کام کیا ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ کے تحت حضرت بہاؤالدین زکریا اور حضرت شاہ رکن عالم کے مزار کی مرمت کے کام میں بھی شامل رہے ہیں۔اس کے علاوہ ابدالی مسجد، زکریا یونیورسٹی کے داخلی دروازے پر بھی ان کا کام ہے۔ان کی کاشی گری کی ٹائل پاکستان سے باہر بھارت ،انڈونیشیا اور جاپان بھی بھیجی گئی ہیں۔ ان کے بھائی محمد ناصر نے مسجد بھونگ میں سونے کی دھات پر نقاشی کا کام کیا ہے۔

8۔ محمد شہزاد کاشی گر، یہ محمد واجد کاشی گر کے بھانجے ہیں۔آج کل جامع مسجد بھونگ میں نقاشی کا کام کر رہے ہیں۔

حاصل تحقیق:

مسلم فنون لطیفہ کی روایت اسلام کی جمالیاتی جہت کی نمائندہ ہے۔ مسلمان ماہرین فن نے مسلم دنیا کے مختلف خطوں میں فنون لطیفہ کے مختلف میادین میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ خاص طور پر خطاطی اور نقاشی کی روایت آج بھی تابندہ ودرخشندہ ہے۔ملتان میں مسلم فنون لطیفہ کی روایت بھی بڑی قدیم ہے۔ نقاشی کے فن سے جڑا ملتان کا ایک خاندان نو صدیوں سے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مسلمانوں نے نقاشی اور کاشی گری کو مساجد اور مزارات کے حوالے سے ایک نیا پہلو دیا۔ ملتان جسے مدینۃالاولیاء کہا جاتا ہے۔ یہاں ایک لاکھ سے زیادہ اولیائے کرام اور بزرگان دین کے مزارات ہیں۔ مسلمان ماہرین نے نقاشی اور کاشی گری کو مزارات کے اندر اور باہر استعمال کیا۔ مسلمان جہاں کہیں بھی گئے سب سے پہلے مساجد کی تعمیر کی. ملتان میں بھی محمد بن قاسم کی فتح ملتان کے بعد دو مساجد تعمیر کی گئیں ان مساجد کے علاوہ بھی کئی قدیمی مساجد ہیں جن کے باہر کاشی گری کا اور اندر نقاشی کا شاندار کام ہے۔ اس طرح نقاشی اور کاشی گری کا جو کام مسلمانوں کی آمد سے پہلے بھی ملتان میں کیا جاتا تھا اس کو مسلمان ماہرین نے اسلامی رنگ دیا۔ مجسمہ سازی اور تصاویر کی جگہ بیل، پودا اور مظاہر فطرت کو پیش کیا اور دوسرا پہلو یہ کہ مزارات اور مساجد پر نقاشی اور کاشی گری کی شاندار روایت کا آغاز ہوا۔اس مقالہ میں معروف مساجد اور مزارات کا تذکرہ کیا گیا ہے ۔کہ جہاں نقاشی وکاشی گری کے شاندار نمونے موجود ہیں۔ ملتان میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے بھی نقاشی وکاشی گری کا کام کیا جاتا تھا۔ سرپرستی کے اعتبار سے آج ملتان میں مسلم فنون لطیفہ خصوصی توجہ کا حقدار ہے۔ضرورت اس امر کی ہے۔کہ اس عظیم جمالیاتی روایت کو محفوظ بنانے اور نئی نسل کو اسکی اہمیت اور معنویت سے صحیح معنوں میں روشناس کرایا جائے۔ تاکہ یہ روایت قائم رہے۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 ابن حنیف، ظریف بیگ، مرزا، سات دریاؤں کی سرزمین، مطبوعہ کاروانِ ادب ملتان، 1980ء، ص219

2 ابن رستہ، ابو علی احمد بن عمر، اعلاق النفیسہ، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1419ھ، ص135

3 مسعودی، ابوالحسن علی بن الحسین بن علی (م346ھ)، مروج الذہب و معادن الجوہر، مطبوعہ الطبع الاولیٰ بیروت، 1380ھ، ج1، ص189

4 Toynbee, Arnold J., Between Oxus and Jumna, London: Oxford University Press New York Toronto. 1961, p. 55

5 طلال حرب، رحلۃ ابن بطوطہ، دارالکتب العلمیہ بیروت۔ لبنان، 1423ھ، ص435

6 ڈاکٹر روبینہ ترین، ملتان کی ادبی زندگی پر صوفیائے کرام کے اثرات، بیکن بکس ہاؤس ملتان، 2011ء، ص234

7 بلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد، فتوح البلدان، مکتبۃ الہلال بیروت، 1416ھ، ص439

8 مجددی، محمد اقبال، پروفیسر، چچ نامہ، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد کراچی، 1963ء، ص342

9 عبدالرحمٰن خان، منشی، ملتان ذیشان، عالمی ادارہ اشاعت علوم ملتان، 1985ء، ص235

10 عبدالرحمٰن خان، منشی، آئینہ ملتان، مکتبہ اشرف المعارف ملتان، 1972ء، ص259

11 فریدی، نور احمد، مولانا، تاریخ سرزمین ملتان، مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس ملتان، 1906ء، ص193

12 فریدی، نور احمد، مولانا، تاریخ سرزمین ملتان، ص198

13 ابن کلیم، محمد اقبال، حافظ، قلم اور اہل قلم، دبستان فروغ خطاطی، ملتان 1986ء، ص150

14 سجاد حیدر پرویز، ملتانی (ملتان کی تاریخ، تہذیب و ثقافت)، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار لاہور، ص161

15 انٹرویو: احمد عالم، ماہر کاشی گر، 9.30 A.M، بتاریخ 12 دسمبر، 2020

16 انٹرویو: محمد واجد، ماہر کاشی گر، 11:17 AM، بتاریخ 8 اگست، 2020

17 محمد یوسف نقاش، فن جادواں (نقاشی وکاشی گری)، زین خوشنو پرنٹرز ملتان، ص42-43

18 انٹرویو، محمد شہزاد نقاش، 7:20 PM، بتاریخ 21 دسمبر، 2020ء

19 عبدالرحمٰن خان، منشی، آئینہ ملتان، ص544

20 Mahesh S., & Padma K., Indian Painting: Themes, Histories, Interpretations-Essays in Honour of B.N Goswamy, (Mapin Publishing, 2013), P 238

21 Mahesh S., & Padma K., Indian Painting: Themes, Histories, Interpretations-Essays in Honour of B.N Goswamy, P 238

22 انٹرویو: ملک عبدالرحمٰن، موضوع ہمہ گل، 09:30 AM، بتاریخ 21 مئی، 2021ء

23 انٹرویو: ملک عبدالرحمٰن، موضوع ہمہ گل، 09:30 AM، بتاریخ 21 مئی، 2021ء

24 انٹرویو: ملک عبدالرحمٰن، موضوع ہمہ گل، 09:30 AM، بتاریخ 21 مئی، 2021

25 منشی حکم چند، تواریخ ملتان، بزم ثقافت ملتان، 1884ء، ص 170

26 خلیل احمد، ملتان: تصوف، ادب و ثقافت کے آئینہ میں، فکشن ہاؤس لاہور، 2021ء، ص 78

27 شیخ اکرام الحق، ارض ملتان، شعبہ نشرواشاعت الاکرام ملتان، ص 151

28 خلیل احمد، ملتان: تصوف، ادب و ثقافت کے آئینہ میں، ص 80

29 ملک، ریاض احمد، ملتان کا مخصوص فن تعمیر اور اس کے چند شاہکار، مطبوعہ امروز ملتان، 1978ء، ص 4

30 خلیل احمد، ملتان: تصوف، ادب و ثقافت کے آئینہ میں، ص 82

31 Muhammad Wali Ullah Khan, Mausoleum of Sheikh Rukn-e-Alam Multan, Department of Auqaf, Govt. of Punjab, Lahore, p. 25

32 خان، احمد نبی، ڈاکٹر، پاکستانی ادب، اردو ادب پبلشرز لاہور، 1982ء، ج 4، ص 330

33 بشیر حسین ناظم، اولیائے ملتان، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ص 98-99

34 گیلانی، اولاد علی، سید، مرقع ملتان، فیروز پرنٹنگ پریس لاہور، 1938ء، ص 31

35 شیخ، اکرام الحق، ارض ملتان، شعبہ نشرواشاعت الاکرام ملتان، ص 172

36 انٹرویو: طاہر سعید کاظمی، 1:30PM، بتاریخ 12 جنوری، 2021ء

37 انٹرویو: امام مسجد ولی محمد خان، 2: 30pm، بتاریخ 8 اگست، 2020ء

38 گیلانی، اولاد علی، سید، مرقع ملتان، ص 31

39 انٹرویو: محمد شہزاد کاشی گر، 11:30am، بتاریخ 12 مئی، 2021ء